سلطانہ آدا اور ''لمحۂ موجود''

تبصرہ از ڈاکٹرمحمدعلی صدیقی۔قائدِ اعظم اکادمی، کراچی

میں نے سلطانہ ذاکر آدا صاحبہ کی یادداشتوں کا مجموعہ ''سفر کب تک؟'' بہت دلچسپی اور توجہ کے ساتھ پڑھا اور ورطۂ حیرت میں پڑ گیا۔ آدا صاحبہ کا اسلوبِ نگارش سادہ، سلیس، پُرکشش اور پُرتاثیر ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے آدا صاحبہ کی یادداشتوں میں وادیٔ گنگ وجمن کی زبان کا قابلِ رشک اسلوب پایا۔ مجھے یقین ہے کہ اردو میں شاید ہی کسی اور مصنفہ نے یادداشتوں کے سہارے اپنے مشاہدات کو اس خوبی کے ساتھ رقم کیا ہو۔ رامپور اور امروہہ کی ثقافتی زندگی کی جیتی جاگتی تصویریں نظروں کے سامنے گھوم جاتی ہیں اور جو کچھ گزر چکا ہے وہ ضبطِ تحریر میں آ کر گزر چکنے اور معدوم ہو جانے سے بچ گیا ہے۔

میں نے روہیل کھنڈ کی زندگی پر بعض خواتین کی تحریریں پڑھی ہیں لیکن ان تحریروں میں ''لمحۂ موجود'' کا رنگ چھایا ہوا ملتا ہے۔ آدا صاحبہ ماضیٔ قریب کی زبان پر پوری طرح قادر ہیں اور انہوں نے زبان کے ''جوہرِ خاص'' کی پوری طرح حفاظت کی ہے۔ آدا صاحبہ ایک اچھی شاعرہ بھی ہیں۔ ان کی شاعری کی زبان و بیان بھی لائقِ توجہ ہے اور اس طرح نثری زبان کی خوبیوں کی مزید تصدیق ہو جاتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اچھے شاعر اچھے نثر نگار بھی ہوں۔ آدا صاحبہ کی یادداشتیں ایک دور کی ثقافتی زندگی کی مرقع نگاری کے علاوہ منافقت سے پاک ماحول کے خاتمہ پر نوحہ کا درجہ رکھتی ہے۔